ڈاکٹر سمیرا بشیر
شعبہ اردو، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی

”لاجونتی“ کا نفسیاتی اور تحقیقی مطالعہ

THE ISLAMIC AND HISTORICAL NOVEL OF ALLAMA RASHID - UL - KHAIRI

Abstract

Rajindar Singh Bedi'a short story "Lajwanti" is a master piece story based on the communal riots. In this story, the mental state of a woman who has been rescued from her kidnapper and her husband's psyche is narrated. Lajwanti's abduction transformed the stern Sundar Lal into a new. He formed a committee named "Dil Mein Basao" and stressed on rehabilitating and reinstating those kidnapped women who are rescued or from the kidnappers.

He emphasize this so that they could live a respectful and honorable life but Sundar Lal's sympathies and affectionate treatment made Lajwanti's miseries even more deplorable and in spite of their utmost efforts, they could not restore their relationship to the old term. This is the tragedy that be fell Sundar Lal and his wife as a consequence of the communal riots.

فسادات کے موضوع پر راجندر سنگھ بیدی نے صرف ایک افسانہ ”لاجونتی“ لکھا۔ ”لاجونتی“ نہ صرف بیدی کا شاہ کا افسانہ ہے، بلکہ فسادات کے موضوع پر لکھے جانے والے تمام افسانوں میں اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔

بیدی نے اپنے افسانوں میں عورت کی زندگی کے مختلف پہلوون اوراس کی سماجہ حیثیت کو بیان کیا ہے۔ مختلف رشتوں کے حوالے سے اس کی محبت، ایچار اور پاکیزگی جیسے اعلیٰ او صاف کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ معاشرے میں اس کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور ناروا سلوک کے نفسیاتی اثرات کا بھی جائزہ لیا۔

> ”ان کے افسانوں کی عورت بنیادی پر ایک گھر ہستن ہے دکھ ہو یا سکھ ہر طرح سے زندگی جھیلتی ہے۔“ (1)

مختصراً یہ کہ بیدی کے افسانوں کے نسوانی کردار خوب صورت بھی ہیں اور خوب سیرت بھی۔

> ”لاجونتی میں ایک بازیافتہ عورت اوراس کے شوہر کی نفسیاتی کیفیات کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی معاشرے کے تنگ نظر اور مجبور لوگوں کا مغویہ عورتوں (خصوصاً جونتی) کے

ساتھ ناروا سلوک، مذہبی پروہتوں کا مغویہ بازیافتہ عورتوں کے خلاف پروپیگنڈا وغیرہ ایسے اوصاف ہیں جنھوں نے اس افسانے کو انفرادی حیثیت دے دی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''فسادات کے زاویے سے ان کے افسانے ''لاجونتی'' ایک اعلیٰ پائے کی تخلیق کہا جاسکتا ہے اس افسانے میں حقیقت نداردا ور جذبات ندارد کے حسین سنگم کے علاوہ نفسیائی ژوف بینی کا ثبوت بھی مہیا کیا گیا ہے۔'' (2)

لاجونتی، سندر لال، نارائن باوا، لال چند اور رسالو اس افسانے کے خاص کردار ہیں۔ افسانے ہیرو سندر لال ایک سخت مزاج دیہاتی شخص ہے جب کہ اس کی بیوی لاجونتی جو افسانے کی ہیروئن ہے اور مزاجاہنس مکھ اور نرم طبیعت ہے۔ اس لیے وہ سندر لال کی مار پیٹ اور ہر قسم کی تلخی کے جاتی ہے۔ جس سے سندر لال کو بھی اپنی غلطیوں کا احساس نہ ہوسکا۔ لاجونتی نے سندر لال کو اس کی تمام خامیوں دل سے قبول کر لیا تھا، اور دونوں کی زندگی اچھی گزر رہی تھی کہ تقسیمِ ہند کا فیصلہ ہوگیا، اور ہندو مسلم فسادات جو پہلے سے شروع ہو چکے تھے۔ اس اعلان کے بعد شدت اختیار کر گئے اور لوگوں کو کئی تقوانات کا سامنا کرنا پڑا۔ لوٹ مار قتل وغارت گری اور اچانک ہجرت کرنے کو وجہ سے ہر طرف ہلچل، بدامنی اور قیامت کا سماں پیدا ہوگیا۔ بہت سی عورتیں اغوا کر لی گئیں۔ اس کے بعد ان کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کیا گیا اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

اغوا ہونے والی عورتوں میں لاجونتی بھی شامل تھی۔ اغوا ہونے کے بعد نہ صرف لاجونتی کو کرب ناک کیفیات سے دوچار ہونا پڑا، بلکہ لاجونتی کی جدائی نے سندر لال کو بھی ایک نیا انسان بنا دیا جو حساس، رحم دل اور دوسروں کے کام آنے والا تھا۔ لاجونتی سے بچھڑنے بعد سندر لال کو اس کے ساتھ کی ہوئی زیادتیوں کا شدت سے احساس ہوا، اور اس نے اپنے آپ سے عہد کیا کہ اگر لاجونتی اسے دوبارہ مل گئی تو وہ اسے دل میں بسالے گا۔

> ''۔۔۔۔ تقسیم کے بعد انسانیت اور انسانی اقدار پر اس کا اعتماد فزوں تر ہوا جب تک زندہ رہا شرف انسانیت کے حق میں آواز بلند کرتا رہا اس کا اندازہ تحریر بیانیہ ہے لیکن اتنا متمول کہ وہ گہری سے گہری نفسیائی حقیقت کو بھی باآسانی گرفت میں لے کر ہمارے ادراک کا حصہ بنا دیتا ہے۔'' (3)

اس خیال کے ساتھ ہی اسے تمام مغویہ عورتوں سے ہمدردی محسوس ہوئی اور اس نے سوچا کے محلّے میں جہاں ''پھر بساو''، ''کاروبار میں بساو''، ''زمین پہ بساو'' نام کی کمیٹیاں لوگوں کی بہتری کے لیے کام کر رہی ہیں۔ وہاں ''دل میں بساو'' نام سے بھی جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کا مقصد مغویہ اور باز

یافتہ عوتوں کو معاشرے میں قبول کرنااورانھیں عزت دیناتھا۔وہ اس کمیٹی کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گا۔ووٹوں کی اکثریت حاصل کرنے اور لوگوں کت متفقہ فیصلے کے بعد سندر لال کو"دل میں بساو" کمیٹی کا سیکریٹری مقرر کردیا گیا۔ سندر لال نے اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی اور ایمان داری سے انجام سیے اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے اس نے مندر کے قدامت پرست نرائن باوا کی مخالفت کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیاجو کمیٹی کے مقاصد کے سخت خلاف تھی اور مغویہ اور بازیافتہ عورتوں کو قبول کرنے کے حق میں نہ تھا۔

"...اور وہ یہی سوچتا: ایک بار صرف ایک بار جو مل جائے تو میں اسے سچ مچ ہی دل میں بسالوں گالوگوں کو بتادوں گا ان بے چاری عورتوں کے اغوا ہو جانے میں ان کا کوئی قصور نہیں،وہ سماج جوان معصوم اور بو قصور عورتوں کو بول نہیں کرتا،انھیں اپنا نہیں لیتا ایک گلا سڑ سماج ہے اور اسے ختم کردینا چاہیے۔وہ ان عورتوں کو گھر میں آباد کرنے کی تلقین کیا کرتا اور انھیں ایسا مرتبہ دینے کی دور خواست کیا کرتا جو گھر میں کسی بھی عورت، کسی بھی ماں،بیٹی،بہن یا بیوی کو دیا جاتا ہے اور کہتا انھیں اشارے اور کنائے سے بھی ایسی باتوں کی یاد نہیں دلانہ چاہیے جو اس کے ساتھ ہوئیں کیوں کہ ان کے دل زخمی ہیں،وہ نازک ہیں، چھوئی موئی کی طرح ہاتھ بھی لگاوگے تو مرجھا جائیں گے۔" (4)

ایک طرف "دل میں بساو" کمیٹی کے ممبران مغویہ بازیافتہ عورتوں کو قبول کرنے اور گھر میں باعزت طریقے سے بسانے کے لیے سر توڑ کوششیں کررہے تھے دوسری طرف نارائن باوا مغویہ اور بازیافتہ عورتوں سے لوگوں کو متنفر کرنے کی ہر ممکن کوشش کررہے تھے۔اس طرح محلّے ملاشکور کے کچھ لوگ سندر لال کے حمایتی بن گئے اور کچھ لوگوں کو نارائن باوا کے خیالات سے اتفاق تھا نارائن باوا کے ہر قسم کی تراکیب آزمانے کے بعد بھی جب سب کو قائل نہ کرسکتے تو انھوں نے مذہب کا سیارا لیا اور اپنے خیالات سے ہم آہنگ کرنے کے لیے رام اور سیتا کی کتھا سنائی۔

اور لوگوں کو بتایا کہ جب رام چندر نے سیتا کو راون کے ساتھ اتنے دن گزارنے کے بعد دوبارہ اپنے گھر میں بسالیا تھا تو ایک دھوبی کے کہنے پر اس نے سیتا کو گھر سے نکال دیا تھا۔اس لیے کہ رام چندر معاشرے کے ہر فرد کی بات کو اہمیت دیتا تھا۔

مذہب کا سہارا بھی نارائن باوا کو ان کے مقصد میں کامیاب نہ کرسکا،اور سندر لال نے اپنے ان مضبوط دلائل کے ذریعے نارائن باوا کے مذہبی دلائل کو غیر تسلی بخش اور سطحی ثابت کردیا۔

"سندر لال نے کہا،"میں ایک بات تو سمجھتا ہوں باوا کہ رام راج میں دھوبی کی آواز تو سنی

جاتی ہے لیکن رام راج کی چاہنے والے سندر لال کی اواز نہیں سنتے... شری رام سنیتا تھے ہمارے پر یہ کیا بات ہے باوا جی! انھوں نے دھوبی کی بات کو ستیہ سمجھ لیا، پر اتنی بڑی مہارانی کے ستیہ پر وہ شواش نہ کرپائے... اس میں کیا قصور تھا سیتا کا؟ کیا وہ بھی ہماری بہت سی ماوں بہنوں کی طرح ایک چھل اور ایک کپٹ کی شکار نہ تھی؟ اس میں سیتا کے ستیہ اور ستھ کی بات ہے یا رکشن راون کے وحشی پن کی بات ہے؟ جس کے دس سر انسان کے ہیں لیکن ایک اور سب سے بڑا اسر گدھ کا ہے۔" (5)

ان دلائل کے بعد نارائن باوا کے پاس کوئی مناسب جواب نہ رہا اور اس کے ساتھی بھی سندر لال کی باتوں سے بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے "سندر لال زندہ" کے نعرے لگانا شروع کر دیے۔

سندر لال نے جو کچھ کہا کر کے دکھایا اور جب لاجونتی بازیاب ہو کر آئی تو سندر لال نے اسے سچے دل سے قبول کر لیا، لیکن اپنی خوشی میں اپنے فرائض اور دوسروں کے دکھ نہ بھولا اور "دل میں بساو" کمیٹی کے لیے خلوص اور سچائی سے کام کرتا جیسے لاجونتی کی بازیابی سے پہلے کر رہا تھا۔

سندر لال نے اپنے رویّے اور باتوں سے لاجونتی کو یہ احساس نہ ہونے دیا کہ وہ ایک مغویہ عورت ہے۔ سندر لال ماضی میں لاجونتی پر جو ظلم کر چکا تھا اُس کی تلافی کے لئے سندر لال کے پاس یہی موقع تھا۔ اب اُس نے لاجونتی کو "دیوی" کہنا ہی نہیں، بلکہ دیوی کی طرح محترم اور لاجونتی کے پودے کی طرح نازک سمجھنا بھی شروع کر دیا۔ سندر لال اس حقیقت سے بہت اچھی طرح واقف تھا کہ لاجونتی کے اغوا ہونے میں اس کا کوئی قصور نہیں، بلکہ لاجونتی سمیت تمام مغویہ اور بازیافتہ عورتیں زندہ رہ کر جس بہادری اور حوصلے سے لوگوں کی نفرت اور حقارت کو برداشت کر رہی ہیں وہ مرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

سندر لال کے حسن سلوک سے شروع میں تو لاجونتی بہت خوش ہوئی لیکن یہ خوشی زیادہ دن تک نہ رہ سکی، اور لاجونتی کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ سندر لال نے اسے "دیوی" بنا کر اس پر بڑا ظلم کیا ہے جس سے سندر لال لاجونوی کے درمیان فاصلے پیدا ہوا گئے ہیں جو صرف اس صورت میں سمٹ سکتے ہیں اگر وہ دوبارہ "لاجونتی" بن جائے۔ لاجونتی کو سندر لال کی ہمدردی اور احترام سے زیادہ اس کی محبت کی ضرورت تھی۔ وہ نہ تو خود "دیوی" بن کر رہنا چاہتی تھی اور نہ ہی سندر لال کو اپنا پجاری بنانا چاہتی تھی، بلکہ وہ چاہتی تھی کہ وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزاریں۔ سندر لال اس سے پہلے کی طرح لڑنے جھگڑنے اور مارنے پیٹنے کے بعد اسے منائے۔

"وہ سندر لال کی وہی پرانی لاجونتی ہو جانا چاہتی تھی جو گاجر سے لڑ پڑتی تھی اور مولی سے مان جاتی تھی، لیکن اب لڑائی کا سوال ہی نہ تھا۔ سندر لال نے اسے محسوس کرا دیا جیسے وہ لاجونتی

نہیں، بلکہ کانچ کی کوئی چیز ہے جو چھوتے ہی ٹوٹ جائے گی اور جو شیشے میں اپنا سراپا کی طرف دیکھتی اور آخر اس نتیجے پر پہنچتی کہ وہ اور سب کچھ تو ہو سکتی ہے لاجو نہیں ہو سکتی۔" (6)

اس افسانے میں بیدی نے یہ بات ثابت کر دی کہ فسادات کے دوران کسی بھی قسم کی زیادتیوں کا شکار ہونے کے بعد جن لڑکیوں کو قبول کر لیا گیا وہ بھی اپنے پرانے ماحول میں واپس نہ آ سکیں۔ ان لڑکیوں کو بے قصور جاننے کے باوجود لوگوں نے ان کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا کہ وہ اپنی ہی نظروں میں گر گئیں۔ لوگوں ہمدردیاں بھی انھیں مصنوعی لگیں اور انھیں ان سیاہ دونوں کی یاد دلائی ہیں جن کو بھول جانا چاہتی تھیں۔

"۔۔۔"لاجونتی" میں بھی عورت کے نازک ترین احساسات کی نمائندگی کی گئی ہے۔ بنیادی مسئلہ شوہر کی طرف سے عدم تفہیم ہے۔"(7)

لاجونتی سے شدید محبت رکھنے کے باوجود سندر لال اس کے دل اصل تمنّا کو نہ سمجھ سکا۔ ایسی ناسمجھی اور بے خبری ہی لاجونتی کو پرانے ماحول میں آنے میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی۔

سندر لال یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ اس کے آنگن میں لاجونتی کا جو بونا دوبارہ آن لگا ہے۔ وہ اب گیتوں والی لاجونتی سے مزاجاً اور فطرتاً مختلف ہے کہ ہاتھ لگانے کے بجائے، ہاتھ نہ لگانے کے باعث: کمالا رہا ہے، مرجھا رہا ہے نافہمی کے ہاتھوں اجڑ رہا ہے، یعنی:

لاجو آئی بھی پر نہ آئی
وہ بس گئی ر اجڑ گئی۔ (8)

ایک بیوی اور عورت کے لیے اس سے بڑا سانحہ تقسیم اور کیا ہو سکتا ہے۔ تقسیم کے بعد یہ مسئلہ محض لاجونتی کا نہ تھا ایسی لاجونتیاں سیکڑوں نہیں ہزاروں تھیں جنھوں نے کچھ نہیں تو نفسیائی مسائل ہیٔ پیدا کر دیے تھے۔

حواشی

1. نسائی شعور کی تاریخ عصمت جمیل ص ۱۵۷ مقتدرہ قومی زبان پاکستان، طبع اول ۲۰۱۲ اسلام آباد۔
2. جدید اردو افسانے کے رجحانات، ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش انجمن ترقی اردو پاکستان ۲۰۰۰ کراچی ص ۲۶۲
3. اردو افسانہ فن، ہنر اور متنی تجزیہ، "ڈاکٹر اقبال آفاقی" فکشن ہاوس ۲۰۱۲ لاہور ص ۱۳۸
4. لاجونتی، راجندر سنگو بیدی، نیا ادارہ، طبع دوم ۱۹۸۶، ص ۱۲۴
5. لاجونتی محوالہ بالا ص ۱۳۰۔۱۲۹
6. لاجونتی محوالہ بالا ص ۱۴۲۔۱۴۱
7. نسائی شعور کی تاریخ، محوالہ بالا، ص ۱۵۸
8. بیدی نامہ، شمس الحق عثمانی، مکتبہ جامعہ، نئی دہلی، ص ۲۳۸